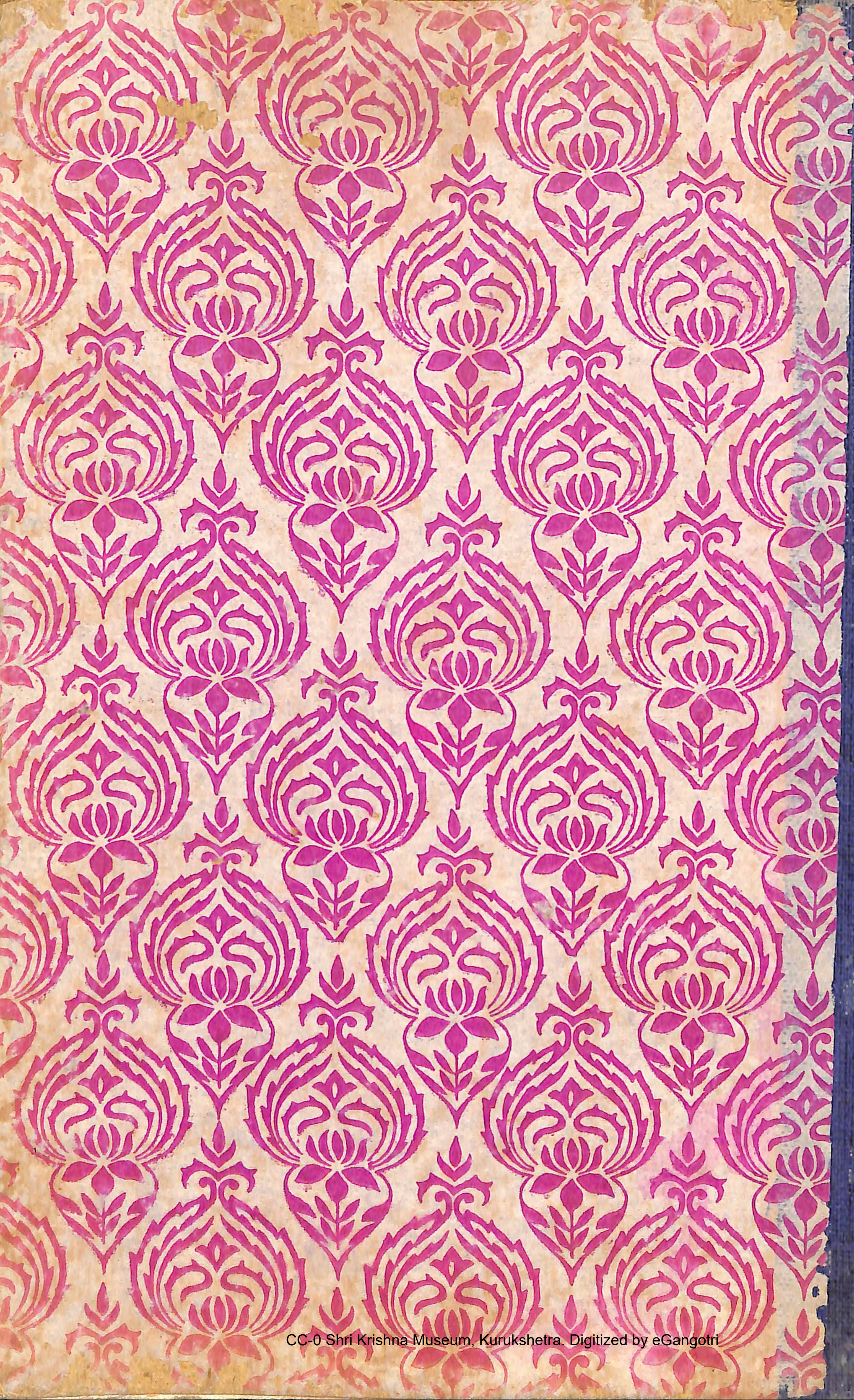


بہ فیض خالق زمین و زمان و فضل بانی مکین و مکان

نسخہ صحت یافتہ نظر ثانی مصنف نظامی مرتبہ منشی شنکر دیال فرحت مسمیٰ بہ

بانکی نجی

بعد تکمیل اخذ حق تالیف مصنف موصوف سے واسطے سد باب قصد طبع ارباب مطابع کے

مطبع منشی نولکشور واقع کانپور میں سنہ میں طبع ہوا



شری گنیش آئینہ

طریق وصف مین دل ہو جو بلبل
بنے انسان ہے بلے جو دہین وہ
کہون وصف شری سیتا کہان تک
نہین سے ہی نظم و نسق کونین

کہ سیتا رام سے ہی جان کی خیر
وجود خلق مین موجود ہین وہ
کہ قدرت سے ہے زمین سے آسمان تک
دیا مردم کو نور مردم عین
سراپا ہین کرم مادر جہان کی

گیا جا سے ہے جو رام آہوی آرام
جہان کو مبتلای غم جو پایا
انھین کا سب یہ لطف بر ملا ہی
انھین کے ہین عیان لا انتہا روز
محافظ ہین زمین و آسمان کی

تو کہہ ہر لحظہ اوصاف شری رام
مجسم ہو کے خود جلوہ دکھایا
گلستان جہان پھولا پھلا ہے
کہین بادل کہین سایہ کہین دھوپ

جلوس فرمانا شری رام چندر جی کا تخت سلطنت اودھ پر اور سننا حال راونکا حاکم بھبھیکھن کیا

دلایا دشوری رگھبیر مین رد
لکھا ہے واقف راز نہان نے
جما عالم مین رنگ عشرت عام
دکھایا دن یہ تاثیر دعا نے
ہوئی آراستہ بزم طرب خیز
وہ پہر زر خیمہ مرغوب مانند
وہ شکل چرخ اطلس فرش تا بام
سراسر جا جم زرکار بیلی

خیال گیسوے شبگیر مین رہ
جناب بالمیک نکتہ دان نے
سنے ملک اودھ آئے شری رام
بجے اوج فلک پر شادیانے
ہر اک سو تھی بہار فرحت انگیز
فلک ہو جسکے آگے شامیانہ
تصور مین بشر کو آسکے کم خواب
قمر کی چاندنی ہو جس سے میلی

ادب سے گردن تسلیم خم ہے
ہوا جب تخت لنکا تخت تاراج
نئے سر سے ہوئی رونق وطن مین
مشیرون نے براہ خیر خواہی
سجے ایوان سلطانی سراسر
در و خیمین مخمل زیبا کے پردے
صفا پر شمع محفل جلنے رہجاے
بصد حشمت بصد شوکت شری رام

کہ اعجاز شری سیتا رقم ہے
بھبھیکھن کو نئے سر سے ملا راج
بہار تازہ پھر آئی چمن مین
کیا تجویز روز جشن شاہی
جڑے جنمین عقیق و لعل و گوہر
حریر و قاقم و دیبا کے پردے
کف افسوس خود ملکے رہجاے
ہوئے رونق فزای محفل عام

جانکی بیجے

چمک رخ پر جبین پر بر ملا نور
برائے بندگی اُٹھے سلامی
وہ پایہ اُسکے ہر پایہ نے پایا
ادب سے سب قریب دور بیٹھے
رکھیشر حملہ آئین ادب سے

مکٹ سے عالم نور علا نور
جھکے مجرے کو سرداران نامی
کہ تخت آسمان نے سر جھکایا
سپہ سالار پنیا پور بیٹھے
ہوئے وان جلوہ گر جوش طرب سے

تن اقدس پہ پوشاک زری تھی
ہوئے وہ جلوہ آرای سر تخت
ہوئے پابوس سب سردار لشکر
شری لچھمن برابر جانکی پاس
اگست عابد مقبول بیٹھے

عجب زینت عجب جلوہ گری تھی
مگر تخت زری کے کھلگئے بخت
ہوئے تب تھے سپہ سالار لشکر
وہ انگد جپ بھبھیکھن جانب راس
گل باغ عبادت پھول بیٹھے

تخت سلطنت پے جلوس فرمانا شری رامچندر جی کا اور فراہم ہونا ارکان دولت کا



زبان مدح کھولی سب نے یکبار
شگوفے نخل قدرت کے ہیں سارے
جہی روے زمین پر آجتک اور
مجسّم گر نہ رام اوتار ہوتا
خوشی سے سب نے اپنے تن کو دیکھا

کہ اے بخشندہ جُرم گنہگار
زمین پر گل ہیں گردون پر ستارے
ہوا ہوگا نہ یون زیر فلک اور
جہان کا کب یہ بیڑا پار ہوتا
کبھی بازو کبھی جوشن کو دیکھا

تمھین سے سبز گلزار جہان ہے
بجز ذات مبارک تھی کسے تاب
دلیر ایسا کبھی ہوگا نہ اب ہے
سنی جب بخت زور آزمائی
عیان چہرے پہ آثار طرب تھا

تمھین سے رونق کون و مکان ہے
کہ ہوتا فوج راون پر ظفر یاب
بلا کا قہر ہے غصہ غضب ہے
جناب رام کو انگڑائی آئی
وہ سرخ آنکھین تبسم زیر لب تھا

پھر ہری تن ہین دل مین اک خوشی تھی
ہوئے سب درپے تفتیش اسرار
ذرا سے راجہ راون کو مارا
برہمن صاحب زنار تھا وہ
ہزار اُسکے ہین سر راون کے دس تھے
رگھون سے مین نے اکدن انجمن مین
قریب اُسکے جو بحر آب آئے
شمالی نام راچھس تھا زبردست
وہ بشر سبہ جو من تھے اہل ادراک
ہوا اک راون وہ فرق پیدا
کیا عالم کو یکسر تاخت و تاراج
ہزار اُسکے تہ گردون ہوئے سر
ہوا جب عالم جوش جوانی
غرض نسل شمالی لے کے ہمراہ
عبادت سے نہین کچھ بل ہی اُسکا
اسے مارین اگر جا کر شری رام

بظاہر لب پہ مُہر خامشی تھی
دعا کی سہہ تقریر گہر بار
ہوا اک شور تحسین آشکارا
مگر کب لائق پیکار تھا وہ
عیان ہوی شرارت ہر نفس سے
سنی تھی اسکی کیفیت وطن مین
وہان آبادی جن و بشر ہے
شراب خود پسندی سے سیہ مست
کیا عقد اُنسے اُسکا با دل ایک
قیامت جسکے قامت سے ہویدا
ہوا لنکا مین جا کر صاحب تاج
پر از بوے عناد و کینہ و شر
زمین کا دل ہوا وہشت سے پانی
وہ رہتا ہے وہان باشوکت و جاہ
ازل سے مرتبہ افضل ہے اُسکا
رفاہ عام ہو عالم مین ہو نام
یہ فرمایا ابھی لشکر کشی ہو

شری سیتا نہ تاب ضبط لائین
مہارانی رہ صدق و صفا سے
نہین تاب صف آرائی تھی اُسکو
ابھی اک دوسرا راون ہی باقی
ابھی اُس خیرہ سر کا سامنا ہے
سمندر ہین جو مشہور جہان سات
وہ پُہکر دیپ ہے عالم مین مشہور
کوئی دختر تھی اسکی کیکسی نام
پس از چندے ہوئے دو اُسکے فرزند
بصدق دل جو کی اُسنے عبادت
پسر تھا دوسرا آفت کا بانی
جناب اندر کو طفلی مین لڑ کے
کیا غصے مین انسو تر کو وہ
نہ دیوون سے طلبگار مدد ہے
کیا عالم پہ قبضہ زور تن سے
سُنا رگھبر نے جب حال شرارت
مخالف کو سزا ای سرکشی ہو

سر محفل ہنسین کچھ مسکرائین
یہ بولین خندۂ دندان نما سے
نہ کچھ حاصل توانائی تھی اسکو
پلنگ آزار و شیر افگن ہی باقی
وہان پر پہلے ہمت تھا منا سے ہم
انھین مین ایک ہی دریا جزائر
حکومت اُسمین کرتا ہے وہ مغرور
برنگ گیسوے مشکین سیہ فام
دلیر و اہل اقبال و تنومند
تو پایا گوہر دُرج سعادت
ظہور حشر و قہر آسمانی
مکان پر بار ہالا یا پکڑ کے
رگھون کا جس جگہ رہتا تھا انبوہ
نہ محتاج دعاے نیک و بد ہے
جہان کا بل نکالا بانکپن سے
ہوا امواج دریا سے حرارت

روانہ ہونا بھیکھن دسگریو و شاہ خرسان کا مع فوج اودھ کے اور شکست پانا راون سے

رہے یاد و شری رگھبیر مجھکو
زبس فوج عدو تھی جنگ مین طاق
تن گلرنگ مین پوشاک زرین
ہوئی فوج بھیبکھن سربسر جست
ہوئی پھر فوج پنپالو رطیار
بجا نقارۂ شاہی جو دل مین
بحکم رام و لچھمن صاحب اوج
پرے گھوڑونکے اڑ نہین پری سے تھے

بہم ہو خلعت و تو قیر مجھکو
زرہ بکتر پہنکر ہو گئے چاق
لیے تیر و کمان و گرز سنگین
پے قتل عدو باندھی کمر چست
مسلح سب بجاے عزم پیکار
دل مضطر پھڑک اٹھا بغل مین
چلی دریا صفت فوج ظفر موج
کہ جنکے جلوہ گر زین زری تھے

ہوا نا دل جو یون حکم شری رام
علم نیزے کیے سردار لشکر
کمانین وہ کہ سہمے دیکھکر دل
نکوزاران شاہی سر بکف تھے
سپاہ خرس و میمونان میمون
خوشی سے جابجا بجنے لگے سانج
چلے برچھی لیے جنگی رسالے
چھوٹے مین تو من صرصر کے پاسے

ہوئے آمادۂ ساز و سرانجام
نشان شان و شوکت بیرقی زر
چھپے گوشے مین چلا کر مقابل
پے جنگ و جدل خنجر بکف تھے
عدو سے سرکشان جو تشنہ خون
ادھر طنبور ادھر قرنا کی آواز
دو جانب جانکی سے دیکھنے بھائے
اقدم سے دین [illegible]

سبک رو تھے ملائے سم سے سم
ببھیکھن جلوہ آرای سر فیل
غرض لشکر چلے منزل بمنزل
لگا کہنے یہ دل مین وہ بد آہنگ
جو راکھ راچھسان خیل شر ہے
یہی دل مین تصور کر کے آیا

بہم گردن سے گردن دم سے دم سب
سوار توسن زریا نل و نیل
ہوئے ملک عدو مین جا کے داخل
بشر کو مجھ سے کب ہے طاقت جنگ
مثال لقمۂ حلوا نے تر ہے
وہ سرکش سامنے لشکر کے آیا

پیادون کی قطارین خیل در خیل
شہ سگریو بالائے ہوا دار
خبر جسدم شہ راون نے پائی
لڑے کیا راچھسون سے قوم آدم
نہین کچھ احتیاج فوج جرار
کمان سے تیر برجستہ کیا سر

چلین جوش طرب سے صورت سیل
ادھر انگد سوار باد رفتار
کہ افواج اودھ نے کی چڑھائی
کمان ذرہ کمان خورشید اعظم
مرا کافی ہے اک تیر شرربار
پریشان ہوگیا انبوہ لشکر

مقابلہ ہونا فوج شہ رامچندر اور راون کا میدان وغا مین



وہ دل بادل سے بھٹکر دور پہونچے
ادودھ مین آگری فوج شہ رام
ہوئی جب یہ شکست اتفاقی
ٹھہر سکتے تو ہم ہتھیار کرتے
کوئی کہتا ہے خجلت سے شرمسار
نہ کرتا وہ جو اپنے ساتھ دھوکے

شہ سگریو پہنچا اور پہونچے
پریشان مضطر و مغموم و ناکام
رہا ارمان دل لشکر کو باقی
عجب مردانہ وار اک وار کرتے
رہا ارمان دل خالی گیا وار
تو لڑتے ہم بھی جی سے ہاتھ دھو کے

سوی گنگا گری فوج ببھیکھن
شہ خرسان وطن کو اڑ گیا صاف
کوئی کہتا جو ہوتی صورت جنگ
اگر تیرا ور دم بھر سر نہوتا
اگر دم بھر نہوتی بارش تیر
کوئی کہتا کہ اس مفسد نے ہیہات

ہوا سب ایگان اوج ببھیکھن
گھٹا ابر سیہ مطلع ہوا صاف
جماتے ہم بھی خونریزی کا کچھ رنگ
عدو کا صاف تن پر سر نہوتا
دکھاتے زرق برق برق شمشیر
بعید از عقل و دانائی یہ کی بات

یہ دھوکا جوش یکتائی سے ہر دم
اگر پامال ہوگا سر اٹھا کر
ترسے یاد شری رگھناتھ مجکو
شری رگھناتھ جی نے جب سنا حال
دیا لشکر کو حکم جنگ ثانی

خطا شان توانائی سے ہے دو | بآئین سلف کچھ تھم کے لڑتا

دوبارہ جانا چارون لشکرونکا اور شکست پانا

بڑھا جوش غضب آنکھیں ہوئیں لال | کہا دل مین کہی راون زبردست
کہ ہون جانباز محو جانفشانی | امنڈ کر آئے پھر بادلسے دل سب

جو ہم جم تھا تو دم بھر جم کے لڑتا
جو بے جلتے ہین تو پھر جیتینگے جاکر
بہم دولت ہو ہاتھون ہاتھ مجکو
کہ جسنے سربلند ونکو کیا پست
ہوئے آمادۂ جنگ و جدل سب



ہمت کر لشکر مغرور آئے
شتہ خوسان بھی لیکر مجمع عام
بجے طنبورہ و قرنا حسب قانون
اجل سے اشتیاق گرمجوشی
کوئی کہتا کہ رن مین ابکی باری
بچا کر کھیلنا لیکن نہ ٹلنا

وطن سے شاہ چنپا پور آئے
ہوا آگر قدمبوس شری رام
گرج اٹھا دہل مانند گردون
نہ خوف جان نہ ننگ سرفروشی
مناسب ہے تیرے ہی ہوشیاری
قدم کو تھامنا رکنا سنبھلنا

ببھیکھن سرور لنکا لیے فوج
بھرت اور ستہ ہن سردار لشکر
زبس تھی مثل آتش دل جلی فوج
لیے تیر و کمان تیغ و تبر سب
مبادا تیر گر مارے وہ بدکیش
دوبارہ پھر نہ ہمت مین خلل آئے

اودھ مین ہو گئے داخل بصد اوج
ہوئے لچھمن سپہ سالار لشکر
امنڈ کر صورت دریا چلی فوج
چلے مثل سپہ سینہ سپر سب
تو پھٹنا دہنے بائین بیس و پیش
کہ ننگ فوج ہو عزت مین بل آئے

نہ کرنا انتظار جذبۂ غیر
کوئی کہتا مناسب ہے کہ دل کھول
غرض پہونچی جو وان فوج اولوالعزم
وہ مارا اُسنے اک تیر جگر دوز
گرے جاکر معِ فوجِ قوی تن
رہا انسان کوئی باقی نہ رن مین

وہ خالی ہو تو بھر کر لیجیو فیر
عدو پر چار جانب سے گرین غول
ہوئی آمادہ تیاری رزم
چھپا گوشہ مین مہر عالم افروز
اودھ مین بہت لنکا مین بھبھیکھن

کوئی کہتا براہ عقلمندی
اگر بھاگے عدو باصد تباہی
بصد جوش غضب اون پھر آیا
سر اُڑ گئے پامردِ لشکر
شہ خرسان وطن کو اُڑ گیا صاف

سہ بارہ لشکر کشی ہونا اور تشریف لیجانا شری رامچندر جیکا

روا ہے انتظام قلعبندی
تو رکھ لین باڑھ پر بڑھکر سپاہی
چمن پر ابر کی صورت گھر آیا
نظر آئی نہ کو سون گرد لشکر
برنگ تیغ بران مڑ گیا صاف
عجب فصل خزان آئی چمن مین



شری رکھناتھ جی چشم کرم ہو
ہوئے پھر جمع سرداران شاہی
بھبھیکھن گھر سے بہر نیکنامی
کمر بندی ہوئی عزم جدال پر
نقیبون نے کڑک کر نعرہ مارا

حصول دولت و جاہ و حشم ہو
ہوئے یکجا نمک خواران شاہی
ہوئے پھر آکے پابوس گرامی
چلے لشکر سب آواز دُہل پر
بڑھے جا و جوانان صف آرا

سنی رکھبر نے جب کیفیت رزم
شہ میمون پر از ارمانِ افسوس
نے سر کے ہوئی آراستہ فوج
جو پہونچی کوس کی کوسون تک آواز
صفین باندھے ہوئے از طرب سے

کیا قتل عدو کا عزم بالجزم
بچشم و سر ہوئے اگر قدمبوس
سلاح جنگ سے پیراستہ فوج
تو آیا چرخ مین چرخ ستم ساز
قرینہ سے تفاوت سے ادب سے

بڑھا ماہی مراتب شان سے جب
ارا کین و مشیر و کارکن ساتھ
بھیکھن خلعتِ شاہانہ پہنے
زمین و آسمان پر مچگئی دھوم
سپہرِ برین سے حسب معمول

تو مہ سے تا بماہی غل ہوا تب
بھرت لچھمن جنابِ سترہن ساتھ
شہ سگریو و انگد بائین و داہنے
ظفر نے پائے اقدس کو لیا چوم
ملک برسا رہے تھے پھولکر پھول

جلو مین افسران اہل اکرام
چنور بہر حصول عزّ و توقیر
بخوف چشم بد گردون نے بارے
ہوئی نصرت قدمبوس شہ رام
جو پہونچی جا کے وان فوج خوش ہنگ

ہوا ان پر تکلف پر شری رام
لیے دستِ مبارک مین مہا بیر
شری رگھناتھ پر تارے آتارے
ہوا ان خاص کا پایہ لیا تھام
جمائے مورچے بہر صفِ جنگ

آگاہ ہونا راون کا آمد لشکر سے اور حکم دینا افسرونکو کمربندی کے واسطے

رہے ہر لحظہ یادِ جانکی ناتھ
فلک جھکتے تھے اُسکے آستان پر
صبا فرمان پذیر راچھس تھی
گھٹائے آبرو ہوکر غضبناک
حضورِ جلوۂ اقبال یاور
رکھیشر مدح خوان شام و سحر تھے
کہون کیا زور بازوے شہنشاہ
لرزتے اٹھے اگر وہ شر کا بانی
غرض پہونچی جو وان فوج صف آرا
برنگ بید تھرائے جز و کل
کہا تیار ہو فوجِ ظفر مند
بڑھائین آبرو مانند گوہر
ہوئی آراستہ فوج قوی تن
لیے گرز گران و تیر خون ریز
شمار فوج کیا لکھون قلم سے

بہم ہوا اعتقادِ جانکی ناتھ
ملک کرتے تھے سجدے آسمان پر
لبِ دولت سرا جاروب کش تھی
کرے بادل کی بدلی زیر افلاک
چمک سکتا نہ تھا خورشید خاور
مطیع حکم شاہ بحر و بر تھے
اکھاڑے کوہ کو مثلِ پرکاہ
سمندر خشک ہو تھر ہو پانی
ہوئی اک تازہ قدرت آشکارا
عدو نے اپنی محفل مین سنا غل
کہ صید فتح ہو فتراک مین بند
دکھائین اپنے خونریزی کے جوہر
سراغرقہ دریائے آہن
برنگ تیغ بران قتل پر تیز
زیادہ تھے وہ تعداد رقم سے
یہ افواج عدو مین کشمکش تھی

سنو اب شوکتِ راون کا احوال
ہوا خواہی مین آب و آتش و خاک
خلاف حکم سلطانی جو بر سے
بے طاعت یہ عالم تھا فلک پر
بھڑکتی تھی نہ ہرگز آتش تیز
جنابِ اندر با طرزِ نکوئی
سنین نعرہ تو دل ہلجائین سارے
کرے گر تخت طاؤسی پہ اجلاس
جنابِ رام نے کھینچا کمان کو
بلائے سب سرافرازان لشکر
حسام و خنجر خونخوار باندھین
ہوا جس دم یہ ارشاد گرامی
لیے خنجر بجائے خونفشانی
رسالے چابکی سے ہوگئے چست
نہین واجب زیادہ موشگافی
صبا کو احتیاج بادکش تھی

کہ تھا وہ سرور فرخندہ اقبال
رہا کرتے تھے دایم زیر افلاک
تو ہو تفتیش کامل ابر تر سے
ہلال آسا قمر خم تھا فلک پر
کڑکتی تھی نہ برق شعلہ انگیز
سدا کرتے تھے اُسکی حکم جوئی
زمین پر گر پڑین گردون کے تارے
ہو و ب فتح و نصرت ہون چپ و راس
ہوئی لغزش زمین و آسمان کو
مشیر و کار پردازان لشکر
کمر بہر صفِ پیکار باندھین
مسلح ہوگئے سردار نامی
کیے قبضے مین تیغ اصفہانی
دلیری آگئی اُنمین جو تھے سست
ہے عاقل یہی نکتہ ہے کافی

آنا راون کا میدان مین اور شکست دینا لشکر شری رامچندر کو تیر ہوائی سے

زبان سے بھگوتی کا نام نکلے
کیے تاج مرصع زینت فرق

جو نکلے منہ سے سیتا رام نکلے
گھٹے جس سے سراسر جلوۂ برق

سنی راون نے جب تیاری فوج
وہ پہنا سرخ ملبوس مغرق

مسلح خود ہوا با شوکت و اوج
شفق کا آسمان پر رنگ ہو فق

درخشان ہاتھ مین تیغ دوسر تھی
زمین لرزان ہوئی تھرا گیا چرخ
کڑک کر برق کی صورت دل آیا
جناب رام کی چارون طرف فوج
مدد کے واسطے سرتاج لنکا
سوار ونکے پرے خنجر بکف تھے

بلا انگیز کاندھے پر سپر تھی
یہ گھبرایا کہ چکر کھا گیا چرخ
بزور و شور امنڈ کر بادل آیا
جمی حسب قواعد صف بصف فوج
مقابل تھے سلیے افواج لنکا
تلایہ مین دوان چارون طرف تھے

سوے میدان گیا جسدم شہنشاہ
بجا طنبور قرنا کا ہوا شور
غرض خیل سپاہ دیو ناکام
اودھ کی فوج تھی مد مقابل
سپاہ خرس و میمون دہنے ہین
عدو تب اپنے لشکر مین پکارا

چھپے برج فلک مین نیر و ماہ
چلی دریا کی صورت فوج پر زور
جما آکر قریب لشکر رام
بڑھی آگے ہوئی سد مقابل
کہ تا کشش نہ آکر سر اٹھائین
بڑھے فوج جوانان صف آرا

لڑنا دونون لشکرون کا



مقام آبرو ہے موقع شرم
خبردار آج ہٹ جانا نہ رن سے
لگی ہونے دو جانب بارش تیر
زبس غلطان تھے سرکش خاک و خون مین
اڑا پھر صورت برگ خزان وہ
سے ہے انگد بسگریو و نل و نیل

کرو مانند آتش معرکہ گرم
اکڑ کر بل دکھانا بانکپن سے
چمک اٹھی یکایک برق شمشیر
پھنسے تھے گردش گردون دشمن مین
گرا لنکا مین انبوہ گران وہ
نہ خیل اسپ تھے نے حلقہ فیل

چلو مارو بڑھو تیزی دکھاؤ
ہوا پھر جلوۂ آثار محشر
صف راون مین میمون پل رہے تھے
جو مارا شہ نے اک تیر ہوائی
اجودھیا مین وہ لشکر اڑ کے پہونچا
رہا کوئی نہ فوج صف شکن مین

دلیرو اپنی خونریزی دکھاؤ
ہوئی اک گرمی بازار محشر
گل زخم شہادت کھل رہے تھے
تو بس کر دفعتہً بگڑی لڑائی
برنگ بادصرصر اڑ کے پہونچا
فقط دریاے خون بہتا تھا زمین

رہے شی لچھمن اور ابن صبا ساتھ
شری سیتا رہین اور جانکی ناتھ

تیر مارنا راون کا غضبناک ہو کر اور غش مین آنا شری مہیندر کا

سدا یاد جناب بھگوتی ہو
زبس رتھ تھا بلند اُس فتنہ گر کا
جو تھے ابن صبا بحکم والا
شری رگھبر نے مارا تیر آتش
مثال آئنہ ششدر ہو گئی فوج
یہ دل دہلا کہ مثل تیر بھاگے
یہ تھی فوج عدو کو نا امیدی
جو دیکھا سب کو پابند جنرابی
پڑا سینہ پہ آکر تیر سرکش

عنایات شری لچھمن جتی ہو
کہ چھپ جاتا تھا رتھ شمس و قمر کا
فلک سے کر لیا قامت کو بالا
ہو تر ہو گئی تا شیہ آتش
برنگ گنجفہ ابتر ہوئی فوج
کمانداروں وزیر و میر بھاگے
ہمہ دم سے سرخ پر چھائی سفیدی
ہوا راون کو جوش اضطرابی
ہوا رگھناتھ جی کو عالم غش

کڑک کر پھر چپلا دیوزبردست
پہونچ سکتا نہ تھا تیر اُسکے سر تک
سر اقدس پہ سنگاسن اٹھایا
ہوئے جا کر مخالف تودۂ خاک
ہوئے سرکش اسیر پنجۂ غم
جو سرکش سب مین اعلیٰ تھی ہوئی پست
فلک تھا قلزم حیرت مین غرقاب
سنبھل کر نادک خون ریز مارا
عدو خنداں ہوئے سب گل کی صورت

غضب سے سرخ آنکھین صورت مشت
کہ تھا وان نار سا پیک نظر تک
صبا نے تختہ گلشن اٹھایا
غریق بحر خون آلودۂ خاک
چھٹے چھکے ہوا حیرت کا عالم
ہوئے زخمی جو تھے شمشیر در دست
رخ خورشید پر چھٹتی تھی مہتاب
غضب تیر قیامت خیز مارا
ملک محو فغان بلبل کی صورت

غضبناک ہونا شری سیتا کا اور تبدیل فرمانا روپ مہاکالی کا

رہین لب پر صفات جانکی ناتھ
زمین و چرخ کو رقت کا تھا جوش
رکھون نے غل مچایا فرط غم سے
مہاکالی کا دیبی نے رکھا روپ
بلا خیز ابرو و گوش و خط و خال
قیامت خیز و قہر آلودہ آنکھین
سیہ دنگولہ و شمشیر خون ریز
لگین وہ مار نے فوج عدو کو
وہ مارے پل کے پل بھر مین جر و کل
قمر گھٹنے لگا دہشت کے مارے
ہے سر بحر خونین صورت خس
وہی انداز شایستہ وہی ھنگ

خیال جانکی ہو جان کے ساتھ
مہارانی مگر بیٹھین تھین خاموش
یہ بار غم نہین اٹھتا ہے ہم سے
ہوا تاریک عالم چھپ گئی دھوپ
و بال جان سرکش سر کے تھے بال
غضب چتون وہ زہر آلودہ آنکھین
کمند و کاسۂ سر ہیبت انگیز
اودھر کاٹا اُدھر چاٹا لہو کو
کہ بحر خون مین لاشون کے منہ تھے پل
چھپے دامان گردون مین ستارے
ملک گھبرا کے چلائی بس بس
وہی صورت وہی سیرت وہی رنگ
لگے گوری دوم شی سرتی جی

غشی مین آ گئے جسدم شری رام
جبین پر چین نہ چہرہ پر اداسی
اسی دم قہقہہ مارا خوشی سے
قد بالا وہ رفتار قیامت
بلا پیدا تھی ہر عضو بدن سے
سر دن کا گردن فربہ مین تھا ہار
گرد را کبار کی ہر موی تن سے
پریشان فوج کی راون کو مارا
ملک تھرا گئے لرزہ سا چھایا
جو دم بھر اور جنگ کشمکش ہو
جو پابند الم خلقت کو پایا
وہ شکتی ہو گئین غائب سب اکبار
سوم لچھمی چہارم جانکی جی

ہوئے تخت روان پر محو آرام
نہ کچھ آثار مسلوب الحواسی
یہ گل پھولا نہال خامشی سے
ظہور حشر و آثار قیامت
زبان نکلی ہوئی قریب دہن سے
نمایان تھین بازوی قوی چار
نمایان ہو گئین شکتی بدن سے
شکست فاش دی دشمن کو مارا
زمین کانپی فلک چکر مین آیا
یقین تھا نیر اعظم کو غش ہو
تو نور صورت اصلی دکھایا
فقط وان جلوہ افگن ہو گئین چار



آنا دیوتون کا مبارکباد کیواسطے اور تشریف لیجانا سری رامچندر کا اجودھیا مین بعد حصول صحت کے

رہے یونہیں مورد الطاف دیبی
تمہیں شی جانکی قرب شری رام
پہنچ و نارد و سنکاد آئے
دستور آگئی پھر تن مین چستی
سری رگھبر نے آگاہی جو پائی
نہین کھلتا مرا اسرار قدرت

زبان راغب اوصاف دیبی
جو تھے فرط خوشی سے محو آرام
بہ رسم مبارکباد آئے
ہوئی پابوس خدمت تندرستی
برائے ڈنڈوت گردن جھکائی
سدا ہے گرمی بازار الفت

فنا جب ہو گیا راون کا لشکر
کیا بیدار انھیں فرط کرم سے
شری برمھانے پھیرا زخم پر ہاتھ
کبھی برمھانے پھر کیفیت جنگ
جناب جانکی نے ہنسکے اکہا
نرالی ہے جہانسے بات میری

ہوا خواب و خیال افسانہ شر
رہائی دی جہان کو قید غم سے
اٹھے ہنسکر جناب جانکی ناتھ
وہ قتل مفسد و تبدیلی رنگ
رگھون سے کی یہ تقریر کئی بار
خطا سے ہے مبرا ذات میری

یہ کہکر تاب نظارہ عطا کی
کرو اک جا جو ہون خورشید اعظم
کرے حاجت روائی دردمندان
تمھین سے گلشن ہستی ہے تازہ
ہر اک جا جلوہ گر ہین آپ ہی آپ
رکھی سر جملہ از راہ ادب پھر
جناب رام و سیتا گھر کو آئے
دل عالم مین فرحت کا ہوا جوش
نہ انکو مال و دولت کی کمی ہو
نہو کچھ خوف چرخ جور پیشہ
رہے ہر دم مہامایا کی دایا

چمک دکھلائی روی پر صفا کی
چمک کے سامنے ذرہ سے ہون کم
کرم فرمائی حال پرگزندان
شفق سے ہی رخ گردون پہ غازہ
جدھر دیکھو ادھر ہین آپ ہی آپ
قدم چھوکر ہوئے رخصت طلب پھر
بصد جوش طرب تشریف لائے
جہان تھا شاہد عشرت سے ہمدوش
ہم آغوش عروس خرمی ہو
بچے کالی بلاؤن سے ہمیشہ
سدا ہو دامن دولت کا سایا

یہ تھا نور جمال عالم آرا
جناب رام نے دیکھا جو یہ طور
تمھین سے دورۂ شام و سحر ہے
تمھین سے انتظام جزو کل ہے
جہان مین جلوۂ قدرت عیان ہے
دعا دے کر براہ لطف و اخلاص
ہوئی آرائش دربار شاہی
جو کوئی اس کتھا پر دل لگائے
بافضال مہا کالی ملے زر
جہان سے ہے کثرت بخشش جہان پر
رہے یاد جناب جانکی ناتھ

کہ گردون الامان کہکر پکارا
تو کھولی یون زبان مدح فی الفور
تمھین سے جلوۂ شمس و قمر ہے
تمھین سے جلوۂ رخسار گل ہے
نشان ذات اقدس بانشان ہے
گئین شکتی وہ سوی مسکن خاص
لگے سب ہونے کاروبار شاہی
سنے یا پڑھکے شائق کو سنائے
نہو اس زندہ دل کو کال کا ڈر
نگاہ لطف ہو اس مدح خوان پر
کہ جس سے گوہر مطلب لگے ہاتھ

خاتمۂ کتاب و باعث تالیف

چھپا جب شیو پران اور پریم ساگر
بحکم چند ہمراز ان مشتاق
لکھا ہے حال اعجاز شری رام

تو پڑھکر خوش ہوئے سب نکتہ پرور
لکھے حسب ضرورت پھر یہ اوراق
نہین ہی بندش الفاظ اسلام
اگر اہل بصیرت پڑھکے ہون شاد

پسند آئی زبان صاف سب کو
جو رامائن ہے ادبھت بابہکی
نہ صنعت ہے نہ مضمون بہت عالی
کرین مجھکو دعاے خیر سے یاد

خوش آئی داستان صاف سبکو
کتھا یہ صاف و دلکش ہی اسیکی
زبان صاف و دلکش ہی نہایت

قطعۂ تاریخ مترجم

کتھا نظم مین جب یہ موزون ہوئی
ہوئے سنکے خوش اہل دانش تمام
لکھی فرحت اب سال سمبت لکھو
لکھا ہے یہ دیپک مرغوب علم ۱۹۲۰ ب

تاریخ تصنیف منشی خادم حسین افسوس

یہ افسوس ہے نسخۂ دلپذیر
کہ ہے ہر ورق نادر و انتخاب
سر خنگ کو دور کرکے کہو
ہے اس ترجمہ سے ہر اک فیضیاب ۱۹۲۰ ب

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ یہ پوتھی جانکی بجے مطبع منشی نول کشور صاحب سی-آئی-ای- واقع کانپور مین بسرپرستی عالیجناب معلی القاب ستودہ خصال فرخندہ خو منشی پراگ نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ بماہ مارچ [illegible]


5